

”السلام علیکم، کرم بھائی اپنیز مجھے کالی کریں،
 میرے پاس ٹیلیفون نہیں ہے۔“ میں نے اسکرین
 پر لکھا گانا ہوا پیغام دیکھا۔
 ”سائے کے پاس بھی ٹیلیفون نہیں ہوتا۔“
 میں نے پتہ پڑاتے ہوئے اس کا نمبر دہرایا۔
 ”دور در کا ٹیلیفون بھی قلم ہے اس کا تو دے۔“ گھنٹی بج
 رہی تھی۔
 ”غضب ہو گیا کرم بھائی۔“ فون اٹھا جے

بیکال کی بیوی

شیریں حیدر



ہی اس نے کہا۔ "میں بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں اور آپ کے سوا کوئی مجھے اس سے نکلنے کا طریقہ نہیں بتا سکتا" مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ہاتھ پر کے مار رہا ہو گا مگر ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ ایک ہاتھ میں تو اس نے فون پکڑ رکھا ہو گا۔

"پھر تم بازار میں کسی لڑکی کو پھینک کر کھانے پہنچ گئے ہو یا بچیوں کے اسکول میں جا کر بھڑکا کر آئے ہو اس کی استانیوں سے؟" میں نے چڑ کر کہا۔ "جتنے میں ملتا ہوا، مسائل کا پلندہ یہ سالہ..... بلا کا خود غرض، جذباتی اور تھوڑا بد ماغ بھی..... بیوی کا اکلوتا بھائی، عمر میں مجھ سے بہت چھوٹا تھا اس لیے شروع سے ہی میں نے اسے اپنے چھوٹے بھائیوں جیسا سمجھا مگر بسا اوقات وہ ایسی بے وقوفیاں کرتا کہ میں سر پیٹ کر رہ جاتا، کسی مصیبت میں گھرنے پر اسے سب سے پہلا خیال میرا ہی آتا۔

ایک چنبدن قبل ہی تو چاند رات پر وہ بازار میں لڑکی کو چھینڑنے پر پٹا اور کھانے بھی پہنچ گیا، بعد ازاں وہ قسمیں بھی کھاتا رہا تھا کہ غلط نہیں ہوگی سچی، وہ اس لڑکی کو اپنی بیوی سمجھتا تھا۔ میں تو مان لیتا مگر پھر بڑے بازار میں اس کی بات کون مانتا..... اگلے روز عید کی اور عافیت اسی میں تھی کہ اسے چھڑوا کر لانا تاکہ میرے گھر میں بھی عید کے دن شام فریال نہ ہوتی اور اس کی چھوٹی چھوٹی بیٹیوں کو عید کے دن ماں کھانا بھی نہ دیتی۔ فرح..... اس کی بیوی، جس کی دہائی کے اولین سالوں میں تھی، عامر سے شادی کے بعد اوپر تلے کی تین بیٹیوں کے باوجود وہ کس کی لکھی تھی، میری بڑی بیٹی جو اب اٹھارہ برس کی ہو رہی تھی، فرح کے ساتھ کھڑی ہوتی تو اس سے بڑی لکھی تھی، فرح کو میں بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھتا تھا، یوں بھی وہ میری ایک کزن کی بیٹی تھی۔

کرن میری بیوی ہے اور تین بیٹیاں، سارہ، ہاجرہ اور تاحہ..... ان کی عمریں پانترتیب اٹھارہ،

سولہ اور چودہ برس ہیں مگر تینوں ایک برابر لگتی ہیں۔ "اب کیا، کیا ہے پھر تم نے؟" میں نے پوچھا۔ "فون پر نہیں بتا سکتا، میرا آپ سے ملنا ضروری ہے....." نے بتائی اس کے انداز سے عیاں تھی۔ "شام کو گھر پر آ جاؤ....." میں نے تجویز دی۔ "شام..... شام میں تو بہت وقت پڑا ہے، ابھی نہیں مل سکتے ہم؟" اس نے کہا۔ "اور گھر پر نہیں ملنا چاہتا میں آپ سے، کرن آپ کی سائنس؟" میں نے سوال کیا۔

"اے نہیں کرم بھائی، بہت سنگین معاملہ ہے....." اس نے کہا تو میرے پورے وجود میں پھریری ہی دوڑ گئی۔

"خرا اور خنا تو ٹھیک ہیں ناں؟" میں نے اس کی جڑواں بیٹیوں کے بارے میں پوچھا جو نہایت کمزوری تھیں اور آئے دن بیمار رہتی تھیں۔ "بات اتنی سی نہیں ہے کرم بھائی؟" کو کیا اس کی بیٹیوں کی بیماری اس کے لیے معمولی بات تھی۔ وہ تو بہت خیال کرتا تھا ان کا اور ان کے لیے پریشان رہتا تھا..... تو کیا، اس کا مطلب ہے کہ اتنا سنگین معاملہ ہے کہ اس کی بیٹیوں کی بیماری اس کے سامنے بیچ ہے۔

"میں دکھتا ہوں دفتر سے..... تم مجھے ملو" میں نے اسے جگہ سمجھا کر میز سے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور اپنے دفتر کے ماتحت کو بلا کر کام سمجھایا، اپنے کام کا یہ قاعدہ تو ہے کہ انسان پچھلی لینے کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

☆ ☆ ☆
جس کے گھاس کو وہ مسلسل ہاتھوں میں گھما رہا تھا..... ابھی تک ایک گھونٹ نہیں لیا تھا۔
"جس پیو عامر اور مجھے بتاؤ بیٹا کہ کیا معاملہ ہے.....؟"

ہو کہ وہ جہیں معاف کر دے اور تم سب کچھ بھول
بھال کر پھر اسی طرح رہنا شروع کر دو، تم سے بڑھ کر
تو وہ ٹھنڈ ہے۔

”میں تو چاہ رہا تھا کہ آپ اسے سمجھائیں،
آپ کو ماموں کہتی ہے اور باپ کی طرح آپ کا
احرام کرتی ہے۔“ اس نے میرے ہاتھ پکڑ لیے۔

”ایک تو بے وقوفی کی حرکت کی اور اب اس
سے بڑھ کر بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہو تم۔“ میں
نے اس سے اپنے ہاتھ چھڑائے۔ ”کیا تم نے اس
مسئلے کی بابت چیک کیا ہے کہ شرعی طور پر اب تم دونوں
کے لیے کیا احکامات ہیں؟“ میں نے سوال کیا۔

”جی کرم بھائی، اسی پر تو وہ مجھ سے بات نہیں
کرتی، کہتی ہے کہ ہم نامحرم ہو چکے ہیں۔“ کیسے ہو
سکتا ہے یہ، میری بیوی ہے وہ، میں نے محبت کی شادی
کی ہے اس سے، آپ کو تو علم ہے ناں کہ کتنی ناک
رگڑ وار گڑوا کر اس کے ماں باپ مانے تھے۔“ وہ
گڑوا رہا تھا۔

”میں کچھ سوچتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے۔ تم
تب تک خاموش رہو اور کسی سے بات نہ کرنا، کرن
سے بھی نہیں۔“ میں نے اس کے کندھے پر چھکی دی
اور اٹھ کھڑا ہوا۔

مجھے امید تھی کہ جس طرح کا جلد باز اور جذباتی
ہے کوئی گل کھلا بیٹھا ہوگا، کسی کا قتل کر دینے تک کی
صورت حال کا میں نے اس ہوٹل تک پہنچنے پہنچنے
سوچ لیا تھا۔ مگر یہ وہ آخری بات تھی کہ جو میں
سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور یہ یقین آنے کے بعد کہ وہ
مذاق نہیں کر رہا تھا، میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں
سلب ہو گئیں۔ فرح میرے لیے جیسی تھی،
میری بچپن کا زاد بہن کی جیسی، میری اپنی بیٹیوں جیسی۔
گاڑی چلاتے ہوئے میرا سارا دھیان اسی طرف
تھا، کیا کیا جائے۔ سوچ ہی رہا تھا کہ کھر بچھ گیا۔

☆☆☆

”میں نے غصے میں فرح کو طلاق دے دی ہے
کرم بھائی۔ ایک نہیں، تین بار۔“ اس نے جوں کا
بھوس میز پر رکھا اور اپنے سر کو ہاتھوں سے قلم کر
بیری طرف دیکھ کر کہا۔

”یہ کیا بیہودہ مذاق ہے۔“ میں نے اس
کی بات کو قطعی مذاق سمجھا۔ ”کوئی خواب سنا رہے
ہو کیا؟“

”نہیں کرم بھائی، اسی لیے تو فوراً آپ سے ملنا
چاہ رہا تھا۔“ اس نے گہری سانس لی۔ ”مجھ میں نہیں آ
رہا تھا کہ کس سے اور کس طرح بات کروں۔“

”کیا وجہ ہو گئی اس حد تک جانے کی؟“
”نہیں معمولی سی بات تھی، فرح تو آپ کو علم
ہے کہ کتنے مشکل والی ہے، کسی بات پر اس نے دلیل
دی تو میں قائل ہونے کے بجائے بھڑک اٹھا اور غصے
میں۔“ غصے میں۔ کرم بھائی اسے طلاق کے
الفاظ کہہ گیا۔

”اور وہ جی ایک نہیں۔“ تین بار۔“ میں
نے اسے گھورا۔ ”طلاق تو غصے کی حالت میں ہی دی
جاتی ہے بیٹا، کبھی کسی نے کسی کو منہ دکھائی کے تجھے
میں بھی طلاق دی ہے؟“

”میں نے تو اس سے کہا تھا کرم بھائی کہ ہم
آپس میں بیٹھ کر معاملہ طے کر لیتے ہیں، میں نے
سوری بھی کہہ دیا مگر اس پر مولویانی بننے کا ایسا بھوت
سوار ہے کہ وہ میری سننے کو تیار ہی نہیں، جب سے اب
تک اس نے اپنا کرا بھی الگ کر لیا ہے اور مجھے
معاف کرنے کو تیار ہی نہیں۔“

”کاش میرے بھائی یہ معاملہ اتنا ہی سیدھا
ہوتا اور سوری کہنے سے حل ہو جانے والا ہوتا تو کتنے
ہی ٹوٹے ہوئے گھر بچ جاتے۔“ کاش تم میں عقل
ہوتی تو تم اس سے بیٹھ کر معاملات سلجھانے کی بات
ہی نہ کرتے۔ طلاق کوئی مذاق نہیں عامر۔ اور نہ
ہی اس کے بعد تم اس سے اس بات کا مطالبہ کر سکتے

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"حاضر ہے بتایا آپ کو کہ اس سے کیا ہے واقعی ہو گئی ہے۔" کرن نے رات بستر پر لیٹتے ہی پوچھا تو کوڑا وہ کہیں سے بات کی پرتار نہیں سکا۔
"ہوں! " میں نے فقط اتنا ہی کہا۔

"اگلی بڑی بات اور بہن سے بھینائی اس نے۔ وہ تو میں اس کے گھر نہ جانی اور اس کی چار سال کی قاطعہ مجھے نہ بتائی کہ میرا اور بیٹا الگ الگ کمرے میں سوتے ہیں تو میں بھی جان نہ پائی۔ پھر بھی میں بھی کہ کوئی بھڑکا ہوا تو کیا ہو گا مگر فرج کی طبیعت کو جانتے ہوئے امیدیں بھی کہ کوئی بھڑکا ان کے درمیان اس حد تک بڑھ سکتا ہے کہ ان کے کمرے الگ الگ ہو جائیں۔ جب فرج سے پوچھا تو۔۔۔" حاضر نے مجھے حلقہ دے دی ہے۔
"اگلی کہوت سے کہہ دیا اس نے کرم جیسے حاضر نے اس کو اپنی جان کا دوسرے دی ہو۔" کرن شدت جہاں سے دے گئی۔

"اور کیا کرتی وہ۔۔۔ کس طرح بتاتی تھیں؟
تھیں بھائی کو گالی گھونٹ کرتی۔ یہ نہ کوئی شرمگاہ کرو تھی، بچیوں کے سامنے قاشا کھڑا کر دیتی کیا؟"
میں نے صاف کر کرن سے کہا۔ "شکر کرو اللہ کا کہ اس نے اتنی صاف بچی کو تمہاری بھائی بتا دیا اور نہ جس طرح کا بھڑکائی اور جلد باز حاضر ہے، اسی طرح کی وہ بھی ہوتی تو پورے خاندان میں تم لوگوں کا قاشا ہٹا چکا ہوتا۔ جانتی تو ہو کہ وہ میری بچا زاد کی بیٹی ہے اور منتوں ساتوں سے یہ رشتہ لیا تھا ہم نے، میرا تو ناظر خاندان والے بند کر دیں گے۔ بھاری بیٹیوں جیسی ہے فرج، تم خود کو اس کی ماں کی جگہ رکھ کر سوچو ذرا۔ کوئی مذاق ہے کیا؟"

"میرا کیا قصور ہے کرم؟" وہ بھل بھل روئے گئی۔ "میں تو خود پریشان ہوں، عجیب سی صورت حال بن گئی ہے، تین بچیاں ہیں اور خاندان میں بدنامی الگ۔"

"تم ہا کر خاموش ہو جاؤ تو میں یکسو چوں!" میرے اٹھنے پر وہ کروت بدل کر سسکیاں لینے لگی، مجھے اندازہ ہوا کہ میں زیادہ قصہ کر گیا تھا اس کا کیا قصور تھا بھلا۔ میں نے اس کے کندھے کو تھپکا تو کرن بدل کے میرا ہاتھ قدام کر ڈالو تو روتے ہوئے گئی۔ "پریشان نہ ہو، مجھ نہ کچھ مل گئی آئے گا!" میں نے اس سے کہا مگر مجھے احساس تھا کہ میرے الفاظ کسی خالی برتن کی طرح کھو گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

"فرج بیٹا۔" میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "تم بتاؤ کہ کیا تم چاہتی ہو کہ کوئی صورت نکالی جائے کہ تم لوگ پھرا گئے ہو سکو؟"

"ہم کس طرح آجکے رو سکتے ہیں ماموں؟" وہ سسکی۔ "ذرا سی بات ہے حاضر نے اسے اور میرے خلیق کو کچھ دعا کے کی طرح توڑ دیا اب۔ ایک دوسرے پر حرام ہو چکے ہیں کس طرح آگے دیکھتے ہیں؟"

"مجھے صرف یہ بتاؤ کہ کیا کوئی صورت نظر تو اس کے ساتھ رہتا جا ہو گی؟" میں نے اپنا سوال پوچھا۔

"ماموں، تین بیٹیوں کو لے کر اور کہاں جاؤ گی، امی ابو تو بیٹے ہی مر جائیں گے، اسی لیے تو میں نے اگلی بڑی بات انہیں بتائی تھی، ابو بھی بیمار رہتے ہیں اور امی دل کی تپتی کمزور ہیں۔ آپ نے اپنا بچپن ان کے ساتھ گزارا ہے، آپ سے زیادہ کون جانتا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔ "واقعی ظاہر و ظلم ہو گا تو وہ نہیں سنیں گے، اسی صدمہ سے ہے، جو کچھ بھی کرنا ہو گا، انتہائی چھپ چھپا کر اور خفیہ طریقے سے کرنا ہو گا۔" میں نے اسے سلی دی۔
"کیا ہو سکتا ہے ماموں؟" اس نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

"فرج۔" حلالہ واحد صورت ہے، دیکھتے ہیں کہ کس طرح اور کس سے ممکن ہے۔" میں نے کچھ

بیکہ درمیان
تھا کہیں کہیں
گئے تھے اس
بیشہ کی قی
آور میں
اچھی مگر

سوچے ہوئے کہا۔

”مگر یوں منصوبہ بنا کر تو حلال نہیں کیا جا سکتا۔“ وہ متردو ہوئی۔
”کچھ سوچتے ہیں بیٹا۔“ میں نے بے خیالی میں کہا۔ ”میرا تو اپنا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا۔ اس مسئلے پر۔“

☆☆☆

”کچھ آگے بات اس کی عقل میں یا وہیں کی وہیں سوئی اچھی ہوئی ہے اس کی؟“ کرن نے چاہتے پیتے ہوئے سوال کیا، عامر بھی وہیں موجود تھا۔
”سوئی اچھی ہونے کا کیا مطلب؟“ میں نے حیرت سے کرن کو دیکھا۔

”عامر بتا رہا تھا کہ اس نے اس سے معافی بھی مانگی ہے اور اپنی غلطی پر شرمندہ بھی ہے مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔“
”تمہارا دماغ کیا درست کام کرتا ہے؟“ میں نے غصے سے کہا، کرن بھی اسے بھائی کی طرح ہے وہ تو میں نے اس کی ان عادتوں کو اپنے غصے سے لگام ڈال رکھی ہے ورنہ یہ دفعتی میں وہ اپنے بھائی سے چار قدم آگے ہی ہوتی۔ ”کیا ہٹ دھرمی کی ہے اس نے بھلا؟“

”یہ جو موڈ بنا رکھا ہے۔۔۔۔۔ کرا! لگ کر لیا ہے، عامر کا کام نہیں کرتی۔۔۔۔۔ اسے صرف کھانا پکا کر دینی ہے اور وہ بھی اس لیے کہ بچوں کے سامنے اس کا بھرم قائم رہے۔“

”ہوش کے ناخن او کرن۔۔۔۔۔ وہ اس گھر میں اپنی عادت پوری کر رہی ہے۔ یہ وقت اسے یہ سوچنے کا موقع بھی دے گا کہ وہ آگے کیا چاہتی ہے، اس کے علاوہ وہ اپنے ماں باپ کو فوراً ایسا صدمہ نہیں پہنچانا چاہتی سو وہ سوچ رہی ہے کہ اگر عامر کو اس کا یہاں وہ کمر عت گزارنا منظور نہیں تو میں فرح سے کہتا ہوں کہ کوئی اور بندوبست کر لے۔۔۔۔۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ وہ

سعالیہ کی بیوی

اسی گھر میں رہتی، اسے درپردہ کیا جاتا، پھولی پھولی بچیوں کے ساتھ اور پھر یہاں رہتے ہوئے ممکن ہے کہ اس کے دل میں عامر کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو جائے۔۔۔۔۔ عامر تو شرمندہ ہے، درمعانی بھی مانگتا ہے مگر معافی مانگنے سے طلاق باطل نہیں ہو جاتی۔۔۔۔۔“

”عدت کے بعد کیا کرے گی وہ۔۔۔۔۔ لڑکیاں پیدا کر کر کے اس نے عامر کا گھر بھر دیا ہے۔ ایسے میں اگر اس نے بیٹے کی خواہش کا اظہار کر دیا تو کیا قیامت آگئی تھی کہ اس نے بحث شروع کر دی اور اسے اتنا قصہ دلا دیا کہ اس کے منہ سے طلاق کے الفاظ نکل گئے۔۔۔۔۔ اور عامر کو تو اس بات پر بھی شک ہے کہ اس نے وہ الفاظ تمین دفعہ کہے ہوں گے۔۔۔۔۔ اور اس کا ایسا مطلب بھی ہرگز نہیں تھا۔“
کرن کے منہ سے وہ بات نکل گئی جس کا ابھی تک مجھے علم نہ تھا، میں عامر سے پوچھ چکا تھا کہ ایسی کون سی بڑی بات ہوگئی کی کہ نبوت طلاق تک پہنچ گئی تھی۔

”طلاق کا مطلب، طلاق ہی ہوتا ہے کرن، تم بھی عامر کی بے ہودہ باتوں سے متاثر ہو کر اسی کی زبان بولنا شروع ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ اور اس نے تمہارا بیٹیاں پیدا کی ہیں تو تم سے زیادہ بیٹیاں نہیں پیدا کر لیں۔“ میں نے لاکھ کوشش کر کے خود کو قابو میں رکھا، فرح کا چہرہ دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا تھا، معصوم سی بچی اس بے وقوف کے ہاتھوں جاتے کیسے کیسے ڈھکیل ہونے جا رہی تھی۔

☆☆☆

”تم اپنی بیوی کو طلاق دے سکتے ہو، اولاد کی زنجیر بھی ہے، مجھے امید ہے کہ وہ بھی چھٹی چاہے گی، اس کے لیے وہ تمہیں اور شادی کرے، دوسرے شوہر کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم ہو اور پھر وہ شوہر کی وجہ سے اسے طلاق دے دے، اسے حلال کہتے ہیں، اس کے بعد وہ بیوی تم پر حلال ہو جائے گی اور اس سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہو!۔۔۔۔۔ مفتی صاحب نے

ان کے دریافت کرنے پر بڑی وضاحت سے بتایا تھا۔
☆ ☆ ☆
"جب ہی صورت حال ہے۔ کسی سے علاج
کریں اس کا؟" کرن نے یہ سب سن کر تشویش سے
سوال کیا۔ "جو وہ بدینیت ہو جائے تو کیا ہوگا۔"
میری ہنسی کھل گئی۔

"بدینیت" میں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
"شوہر بیویوں کے ساتھ بدینیتی کا اظہار کیسے کرتے ہیں
ویسے بیگم صاحبہ، اگر آپ اس پر روشنی ڈال سکتی تو؟"
"میرا مطلب ہے کہ انہی بیاری ہے۔ جو وہ
اسے طلاق ہی نہ دے تو؟" کرن نے اپنے خدشے
کا اظہار کیا، میں اس کا منہ دیکھنے لگا۔

"اس کا ایک حل ہے ناں۔" عامر کے ذہن
میں کوئی تجویز آگئی تھی۔

"ہاں ہاں بولو۔" کرن نے بتانی سے پوچھا۔
"ہم اس کے لیے کوئی ایسا بد شکل سا، قصیلا
سا آدمی ڈھونڈیں کہ فرح خود ہی اس سے طلاق
مانگ لے۔" عامر نے پٹاری نکولی۔

"فیصلے تو تم بھی بہت ہو۔ تم سے مانگی
طلاق اس نے۔؟" کرن نے فیسے سے کہا۔
"مان لو کہ وہ ایسی صاحبہ بنی ہے کہ کسی سے بھی
طلاق نہیں مانگے گی۔"

"اب تم دونوں آپس میں لاتا بند کرو اور اس
کے لیے کوئی رشتہ ڈھونڈو۔" میں نے مداخلت کی،
اس سے پہلے کہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے
بجڑ پڑتے۔

"رشتہ؟" عامر نے میرا منہ دیکھا۔

"جب کسی لڑکی کی شادی کرنی ہو تو اس کے
لیے رشتہ ہی دیکھا جاتا ہے۔" دل ہی دل میں
اپنے ذہن میں آنے والی اس اصطلاح پر مجھے خود
بھی ہنسی آئی مگر میں اپنی ہنسی کوئی نہ کیا، وہ دونوں پہلے
ہی کافی تپے بیٹھے تھے۔ جب "رشتہ" ڈھونڈنا شروع

کیا تو اندازہ ہوا کہ جس صورت حال میں ہم پھنس
چکے تھے وہ دنیا کی سب سے مشکل صورت حال تھی،
عدت کا وقت گزرتا جا رہا تھا اور اس کے بعد فرح اس
گھر میں نہیں رہ سکتی تھی۔

ہماری کاوشیں جاری تھیں کہ مقررہ مدت ختم ہو
گئی اور کرن فرح کو اپنے گھر لے آئی، پچاسیاں تو
ممانی کے اس طرح گھر آنے پر خوشی سے بے حال
تھیں۔ انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ ماموں ان دنوں دفتر
میں بہت مصروف تھے اور رات دیر سے گھر لوٹتے
تھے اس لیے فرح کو ماما ساتھ لے آئی تھیں کہ پچاسیاں
بھی بیمار رہتی ہیں۔

☆ ☆ ☆

"کرم۔" کرن نے اپنے مخصوص انداز
میں مجھے مخاطب کیا، جس کے بعد عموماً کوئی نہ کوئی
فرمائش جاری ہوتی تھی۔ "آپ مجھ سے کتنا پیار
کرتے ہیں؟"

"تین ہزار چار سو پندرہ۔" میں نے کتاب
بندی، عینک اتار کر سر ہانے رکھی اور پوری طرح
کرن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"کیا تین ہزار چار سو پندرہ؟" وہ حیران ہوئی۔
"نکو۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"کیا تین ہزار چار سو پندرہ نکو۔؟" اس
نے چڑ کر پوچھا۔

"یار استے نکو پیار کرتا ہوں میں تم سے!" میں
نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"بڑے وہ ہیں آپ۔۔۔۔۔" وہ ہنسی۔ "میا کر
سکتے ہیں آپ میرے لیے؟" چلو، میں نے دل ہی
دل میں سوچا، کوئی قیمتی چیز پسند آگئی ہے بیگم صاحبہ کو
مگر کوئی بات نہیں، اللہ نے ہمیں جیب بھی اتنی بڑی
دے رکھی ہے جتنی بڑی بڑی ہماری بیگم صاحبہ اور
بیٹیوں کی فرمائشیں ہوتی ہیں۔

"ہوں۔۔۔۔۔" میں نے شرارت سے کہا۔

۶۔ ہاں سے تارے تو ذکر لا سکتا ہوں، ایک جھپکتے میں
دعا کے کسی کو نے سے جا کر تہاری پسند کی چیز لا سکتا
ہوں، تمہارے پاؤں دبا سکتا ہوں۔۔۔۔۔ سات
سندروں کی تہ سے تمہارے لیے جن جن کرموتی لا
سکتا ہوں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ بس یار لوڈ شیڈ تک
مکے خاتجے کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔

”کیا بات ہے؟“ اس نے بے یقینی سے میری
طرف دیکھا۔ ”اس کا مطلب ہے کہ جو وہ چاہ رہی
ہے وہ اس سے بھی مشکل اور مہنگا سودا ہے۔۔۔۔۔ میں
نے دل ہی دل میں سوچا۔

میں نے سائڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا گلاس اٹھایا،
ایک گھونٹ لیا، خود کو دلا سہ دیا، مکہ نقصان کا دل ہی
دل میں تجنید لگایا۔ ”کیا بات ہے۔۔۔۔۔ کبھی کبھی بات
کی ہے میں نے تم سے؟“ میں نے کہہ کر پانی کا ایک
اور بڑا سا گھونٹ لیا۔

”آپ فرح سے شادی کر لیں۔۔۔۔۔“ اس نے
زور کا اچھو لگا کہ میں کھائیں کھائیں کر بے حال ہو گیا،
سانس لگا کہ اکھڑ گئی ہو، وہ بھی گھبرا گئی۔

”کیا ہوا کرم۔۔۔۔۔“ وہ میری کمر سہلانے لگی۔
”آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔۔۔۔۔“

”میں تو ٹھیک ہوں مگر تمہارا دماغ لگتا ہے کہ
خراب ہے۔۔۔۔۔“ سانس بحال ہونے کے بعد میں
نے اس سے کہا، اپنی عینک اور کتاب اٹھائی اور بنا
کچھ کہے کمرے سے نکل کر بیوی لاؤنج میں آ بیٹھا۔
وہ میری توقع کے عین مطابق میرے پیچھے پیچھے ہی آ
گئی اور لمبی معذرتیں کرنے۔

”شرم آتی چاہیے تمہیں اپنی سوچ پر۔۔۔۔۔“ میں
نے بس اتنا کہا اور وہ رونے لگی۔

”میں کب بانٹ سکتی ہوں اپنی محبت کو کرم مگر
کیا کروں، مسئلہ ہی ایسا آن پڑا ہے کہ اس کے سوا
کوئی صورت نظر نہیں آتی۔۔۔۔۔“
”میری بیٹی کے برابر ہے وہ۔۔۔۔۔“

سوالے کی بیوی

”بیٹی تو نہیں ہے ناں۔۔۔۔۔“ اس نے دلیل
دی۔ ”آپ نے آج تک ہر مسئلے میں عامر کی مدد کی
ہے، آپ کو وہ ایسی طرح سمجھتا ہے اور اسی لیے اس
کے ذہن میں یہ عجوبہ آئی ہے۔۔۔۔۔“

”کیا وہ اپنے ابو سے کہتا کہ وہ اس کی عقدہ
سے شادی کر لیں؟“ میں نے غصے سے کہا۔

”اس کے سمجھنے سے آپ عامر کے حقیقی ابو بن
گئے ہیں نہ آپ کے سمجھنے سے فرح آپ کی بیٹی آپ
سے زیادہ کون اس مسئلے کو سمجھ سکتا ہے، آپ ہماری
مجبوری سے واقف ہیں اور پھر یہ تو ایک وقتی رشتہ ہے
ناں!“ اس نے میرے سمجھنے پکار لیے۔ ”پلیز کرم!“

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر کمرے میں
آ کو منہ دوسری طرف پھیر کر لیٹ گیا، وہ بھی آ کر
اپنی طرف آ لیٹ گئی۔ اسے علم تھا کہ اس
موضوع پر مزید بات کرنا مجھے مزید غصہ دلانے کا
باعث ہو گا۔ فجر کی نماز پڑھ کر دوبارہ لیٹ گیا۔

فرح کی تینوں بیٹیاں میرے سینے پر کھیل رہی
تھیں، ایک رونے لگی تو فرح ایک کر آئی اور میرے
پہلو میں بیٹھ کر پچی کو گود میں اٹھالیا۔ میری آنکھ کھلی تو
میں پسینے میں شرابور تھا، بجلی بند تھی، اٹھ کر بیٹھا تو کرن
کمرے میں نہ تھی، میں نے پانی کا پورا گلاس ٹٹا غٹ
چڑھایا۔ ہاتھ منہ دھو کر کمرے سے نکلا تو لاؤنج میں
فرح بچیوں کے ساتھ بیٹھی انہیں ناشتا کروا رہی تھی۔

”السلام علیکم ماموں۔۔۔۔۔“ فرح نے کہا تو اس
کی نقل میں قائلہ نے بھی سلام کیا، میں نے نظر چرا
کر سلام کا جواب دیا۔

”کرن کہاں ہے؟“ میں نے بات برائے
بات کی۔

”آپ کا ناشتا بنا رہی ہیں، میں نے تو کہا کہ
ماموں کا ناشتا میں بنا دیتی ہوں، سب کے لیے بنایا
ہے عروہ کیپے لگیں کہ وہ خود بنائیں گی۔۔۔۔۔“
”ہاں جب ملازم چھٹی پر ہوں تو وہ میرا ناشتا

خود ہی بتائی ہے۔ "میں کہہ کر جان کی طرف بڑھا،
سارہ ماں کے ساتھ ہاتھ بٹاری تھی۔
"تم کان نہیں لگیں بیٹا؟" میں نے اس سے پوچھا۔
"یہ آج دل نہیں چاہ رہا تھا۔" سارہ نے
میرا ہاتھ جان میں ہی میز پر لگا ہاتھ روک کر دیا۔
"تم نے کر لیا تھا؟"

"صرف آپ اور ممدارہ گئے ہیں۔ ہم سب
نے تو آج ممائی جان کے ہاتھ کے حرے کے
پراٹھے کھائے ہیں۔" سارہ برتن میز پر لگا کر باہر
نکل گئی، لاؤنج سے اس کی اور فرح کی ہنسنے کی
آوازیں آ رہی تھیں۔

"سوری کریم۔" کرن نے آہستگی سے کہا۔
"میں نے بڑے ماں سے آپ سے درخواست کی تھی۔"
"کوئی بات نہیں۔" میں نے چائے کا
گھونٹ لے کر کہا۔ "معتدلت کرنے کی ضرورت
نہیں۔"

"میں خود پر زیادہ ہی مان کر رہی تھی کریم۔
مجھے میری محبت میں آپ سب کچھ کر لیں
گئے۔ میری بات نہیں جھٹلائیں گے۔"
"کون سی بات تمہاری جھٹلائی ہے میں نے
آج تک کرن۔" میں نے چائے کا ایک اور
گھونٹ لیا، تھوڑی دیر کا۔ "اور یہ بات بھی نہیں
جھٹلاؤں گا۔ کیونکہ میں تمہیں تین ہزار چار سو پندرہ
لکھ محبت کرتا ہوں۔"

وہ اپنی کرسی سے اٹھی اور چیخ کر مجھ سے لپٹ
گئی، اس کی چیخ سن کر فرح اور سارہ بھاگتی ہوئی چٹن
میں آئیں تو چٹن کے اندر کا منظر دیکھ کر شرمندہ ہو کر
خود ہی لوٹ گئیں۔

☆☆☆

کوٹ سے میں اور فرح نکلے تو ہم ایک رشتے
کی ڈور میں بندہ چکے تھے، سارہ کو اس روز دیر سے
آتا تھا، اس نے بتایا کہ اسے کان کے بعد کسی سبلی
مشرقی آپٹیکل ہی دہلی 238

کے ساتھ کہیں جانا تھا، چھوٹی دونوں یوں بھی اسکول
کان سے سیدھی ٹیوشن سینٹر جاتی تھیں اور دیر سے لوتی
تھیں۔ عامر اس روز کرن کے پاس گھر آ گیا تھا
تاکہ بچوں کو سنبھال سکے۔
"جس بیوی فرح؟" میں نے پوچھا۔
"بی بیوں کی ماموں۔" بے ساختہ اس کے
منہ سے نکلا تو ساتھ ہی ہم دونوں کی ہنسی نکل گئی۔
"ابھی تازہ تازہ نکاح ہوا ہے۔" میں نے
اسے ٹوکا۔
"عورتوں کے یوں کہنے سے نکاح نہیں
ٹوٹتا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اور یوں بھی عادت
تو ہوتے ہوتے ہوگی ناں۔" وہ ہنسی تو میں اسے
دیکھنے لگا، اسے علم ہی نہیں تھا کہ اس کی عادت ہونے
تک اسے ایک بار پھر طلاق کا داغ لگ چکا ہوگا، وہ
مجھے بہت معصوم اور مظلوم لگی۔

جس کا گھاس میرے ہاتھ میں تھا، ہم دونوں
نہایت اندھیرے میں تھے اور یوں بھی باہر سے آنے
والے کو اندر کی روشنی سے مانوس ہونے میں کچھ
وقت لگتا ہے۔ وہ سارہ کے سوا کوئی نہ تھی، تنگ سی
جینز پہنے ہوئے ایک لڑکے کی پانہوں میں پانہیں
ڈالے ہوئے، ہنستی ہوئی اور فیس کر اس کے کندھے
پر سر رکھ کر بے حال ہوتے ہوئے۔ اس سے قبل
کہ وہ مجھے اور فرح کو دیکھتی یا فرح اسے، میں نے
فرح کا ہاتھ تھاما اور اسے تقریباً گھسیٹا ہوا باہر کی
طرف چلا، کاؤنٹر پر میں نے بل کی رقم سے اضافی رقم
رکھی اور بتایا لیے بغیر ہی گاڑی کی طرف بڑھا۔
"کیا بات ہے ماموں؟" وہ غامضی گھبراہٹ
ہوئی لگ رہی تھی۔ "میں نے کچھ لفظ کہہ دیے ہیں۔"
وہ بھی ہوئی تھی۔ میں شرمندہ ہو گیا۔
"سوری۔" مجھے کوئی کام یاد آ گیا تھا دفتر کا،
تھیں مگر اتارنا ہوا دفتر جاؤں گا۔" میں نے اسے
صاف دیکھا اسے مطمئن نہیں کر سکی تھی۔

ان کے
کریہ
سوال
میرے
شو
ویسے
ات
کا
شر

گھر پہنچے تو عامر اور کرن ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ "مبارک ہو کرم بھائی!" عامر کے کہنے پر میں نے اس کا چہرہ دیکھا، اس کے چہرے پر مجھے خطر کی چھاپ دکھائی دی۔ "بہتر! میں دل ہی دل میں بڑبڑایا، وہ سمجھا ہو گا کہ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا ہے، اس سے اسی کم طرفی کی امید تھی۔"

"اتنی دیر کیوں لگا دی کرم۔" کرن نے لگاوٹ سے کہا۔

"کوہٹ سے نکل کر جوں کا ایک گلاس پینے کو رک گئے تھے اور وہ بھی پورا نہیں پیا، اگر تمہیں لگتا ہے کہ اتنی بھی دیر نہیں کرنی چاہیے تھی تو معذرت چاہتا ہوں۔" سارہ کا سارا قصہ ان بہن بھائی پر اتر رہا تھا۔ میں اکیلا ہوتا تو اس فضول سے حلے والے لڑکے کی وہیں پٹائی کر دیتا مگر میں فرح کے سامنے اپنی بیٹی کے اس راز کو آشکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ "دفتر جا رہا ہوں میں۔" میں نے پلٹتے ہوئے کہا۔ "تم کو گے عامر؟"

"نہیں میں جا رہا تھا کرم بھائی، آپا نے کہا کہ چچیاں ان سے مانوس نہیں ہیں اس لیے فرح کے آنے تک رکوں۔" وہ کرن کو خدا حافظ کہہ کر میرے ساتھ ہی نکلا، فرح اس سے قبل ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

☆☆☆

رات میں اپنے کمرے میں گیا تو کرن کروٹ بدلے لیٹی ہوئی تھی، میرے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اٹھ بیٹھی۔ "آپ یہاں؟"

"یہ کیا سوال ہے۔ میں اور کہاں ہوں گا اس وقت؟" میں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو فرح کے پاس جانا چاہیے ناں آج۔" اس نے جس کرب سے یہ کہا ہو گا مجھے اندازہ تھا۔

"میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے بیڑے کو نے پر تکتے ہوئے کہا۔ "کچھ بچیوں کی

مصر و نیت، ان کی دوستیوں کی جبررسی ہو م؟"

"کیوں، کیا ہو گیا میری بچیوں کو، کسی نے کچھ کہا آپ سے؟" اس نے ذرا اکڑا نماز میں پوچھا۔

"کون کہے گا مجھ سے۔" میں نے بھی غصے سے کہا۔ "میں نے خود دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے اسے اور شکر کرتا ہوں کہ فرح کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔ جوں کی دکان میں وہ ایک فضول سے حلے والے لڑکے کی باتوں میں پائیں ڈالے۔" میرا چہرہ غصے سے تپنے لگا۔ "جو میں اکیلا ہوتا تو کچھ نہ کچھ ہو جاتا۔"

میں بات کر رہا تھا کہ وہ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔ میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر اس کے تقاب میں سارہ کے کمرے کی طرف چلا۔ سب بیڈروم ایک راہداری میں تھے، انہی میں سے ایک کمرے میں فرح بھی تھی، میں سارہ کے کمرے کے باہر کھڑا تھا، اندر سے دونوں ماں بیٹی کی گفتگو سنائی دے رہی تھی۔

"کس کم بخت کے ساتھ تم گھومتی پھرتی ہو، گھر میں سپیلوں کا بہانہ کر کے۔"

"میا نے بتایا ہو گا آپ کو۔۔۔۔۔ پہلے تو ان سے پوچھیں کہ وہ کہاں تھے۔۔۔۔۔ ممائی کے ساتھ کیا رنگ دلیاں منا رہے تھے، گھر سے کیا بہانہ کر کے انہیں ساتھ لے گئے تھے؟" اس کے الفاظ تھے یا گولیاں جو میرے کانوں کے پاس سے شاخیں شاخیں کر کے گزر رہی تھیں۔

"بے حیا۔۔۔۔۔ فرشتوں جیسے باپ پر الزام لگاتے ہوئے شرم کس آتی، میں نے ہی ان سے کہا تھا کہ فرح کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں، اس کی طبیعت نامناسب تھی۔" کرن کی آواز آئی۔

"ذرا خیال رکھیے گا ماما۔۔۔۔۔ ساتھ خود چلی جایا کریں۔"

"بے شرم، بیٹی سمجھتے ہیں وہ اسے تم لوگوں کی

”جب تک آپ نہیں جانے دیں گی“ فرح نے شرارت بھرے لہجے میں کہا، وہ سارہ کے لیے کے طرک کو نہیں سمجھ سکی تھی۔

”بس تم اپنا سامان سمیٹو اور ایسی ہی میں منتقل ہو جاؤ آج فرح.....“ کرن نے بات کا رخ بدلا۔

”جس طرح آپ کا حکم.....!“

پچیاں ناشا کر کے اٹھ گئیں، فرح نے ہاتھ سینٹا شروع کر دیے، ہم اکیلے ہوئے تو کرن میرا متہ دیکھنے لگی۔ ”سارہ بہت گستاخ ہو گئی ہے کرم۔“

اس روز اس نے آپ کو اور فرح کو جوس کی دکان میں دیکھ لیا تھا، آپ کو احتیاط کرنی چاہیے۔“

”آفرین ہے کرن تم پر بھی..... وہ الٹا سا شری پر پردہ ڈالنے کے لیے الٹا باپ کو بدکردار ثابت کرنے پر مہم ہوئی ہے۔“

”ایسا تو نہ کہیں..... ایسا کیوں سوچے گی وہ؟“

”وہ سوچے گی کیا، اس نے کہا ہے یہ سب اور میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ گھر میں فرح نہ ہوتی تو میں بتاتا اسے کہ ماں باپ کے احباب کو نہیں پہنچانے والی اولادوں کے ساتھ عکس طرح کا ہوتا کیا جاتا ہے۔“

”جوان اولاد دے کرم..... سرکشی پر اتر آنا گی، میں سمجھاؤں گی اس کو، آپ قصہ نہ کریں۔“

”حاضر کے گھر کے مسائل کے حل میں الجھ کر نہ اپنے گھر کے مسائل پر توجہ دینا چھوڑ دی ہے یہی ہونا تھا، اب تم کس طریقے سے اسے سمجھاؤں گی؟“

”درست کہتے ہیں آپ..... واقعی میں عام کے مسئلے میں بہت الجھتی تھی مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس مسئلہ حل ہوا..... اب آپ فرح کو طلاق دیں گے؟“

”اے میں ابھی طلاق دے دیتا ہوں۔“

”ممانی بیا کی نہیں..... ماموں کی ذمہ داری ہیں، بہتر ہے کہ آپ ان کے گھر بھیجا دیں ماما اس سے پہلے کہ کوئی اور کہانی بن جائے..... اگر ماموں، ممانی کے بچ کوئی جھگڑا ہے تو صلح ممانی کروادیں اور انہیں چلتا کریں.....“ سارہ کی آواز سنائی دی۔

”تم میری توجہ دوسری طرف نہ کرو اور مجھے بتاؤ کہ کس خبیثت کے ساتھ گل کھلا رہی ہو، میں تمہارا گھر سے لکھتا بند کروں گی.....“ کرن کا قصہ اپنی حد میں چھوٹنے لگا تو میں واپس کمرے کی طرف آیا اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر کرن کو آواز دی..... وہ باہر آئی تو اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔

”پانی تو لا دو کرن میں نے دوا کھائی ہے!“

میں نے دانستہ بلند آواز میں کہا۔

”جی ابھی لاتی ہوں.....“ کرن اپنے آفسو ضبط کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

”فرح تم ایسی ہی کیوں نہیں منتقل ہو جاتیں.....“ چھٹی کا دن تھا اور ناشتے کی میز پر کرن فرح سے کہہ رہی تھی۔ ”ایک کمرے میں تین بچیوں کے ساتھ لگی ہوئی ہوگی۔“

”میں بھی ممانی کے ساتھ ایسی ہی میں جاؤں گی.....“ ناعمہ نے فوراً کہا۔ ”میں فاطمہ کے ساتھ سوؤں گی۔“ ناعمہ کی فاطمہ سے خوب دوستی ہوئی تھی۔

”بات تو پھر ویسی ہوئی ناں.....“ کرن نے فوراً ٹوکا۔ ”میں بچیوں اور فرح کی سہولت کے لیے تو کہہ رہی تھی، شام کو اکٹھے ہی ہوتے ہونا تم سب..... رات کو انہیں آرام سے سونے دیا کرو.....“ کرن نے سرزنش کی۔

”ممانی..... کب تک رہیں گی آپ یہاں؟“

سارہ نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

اسدالے کی بیوی

”ادہ ہاں۔۔۔۔۔ ذہن سے نکل ہی گیا۔ پہلے
 مارہ سے بات کرتی ہوئی یا مارہ سے کہتی ہوں کہ آ
 کر فرخ کو لے جائے اور پھر وہاں ہے آپ فرخ کو
 ساتھ لے جائیں۔۔۔۔۔“ بہتر تجویز تھی، مارہ بیکین کو
 دو تین دن کے لیے رکھ سکتا تھا۔ میں بھی فرخ کو
 لے کر دوسرے شہر نہ جاتا تو مجھے اس شہر میں دیکھ لے
 جانے کا ڈر نہ ہوتا۔ میں شہر کی ایک جانی بچائی
 کاروباری شخصیت تھا اور اس شہر میں کم از کم میں
 چھپ کر ایک رات بھی نہیں گزار سکتا تھا۔

☆☆☆

”آپ خود تو بالکل ٹھیک ہیں ناں کرم؟“



سکوت فکر کو اذن مقال دیتا ہے

میرا سخی سرِ دستِ سوال دیتا ہے

وہ اپنے دستِ ہنر سے نکھارتا ہے شبی

وہی تو موسم گل کو جمال دیتا ہے

کبھی خوشی کبھی غم دے کے آزماتا ہے

میرا کریم مجھے حسبِ حال دیتا ہے

اُسی نے چاند ستاروں کو بخش دی ہے فیض

وہی جو رات کو دن سے اُجال دیتا ہے

کرن فورا بولی۔ ”پہلے اس سے شادی کا حق تو ادا کریں۔“

”جو پانچ ہزار روپیہ حق مہر مقرر ہوا تھا وہ میں نے اسے اسی وقت دے دیا تھا.....“ میں نے کہا۔

”کرم..... آپ میری بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں۔“ اس نے چڑکھا۔ ”میں طرح کو اسی لیے انٹرسی میں منتقل کر رہی ہوں..... ممکن ہے کہ کوئی موقع مل جائے ورنہ اس راہداری میں تو فوراً علم ہو جاتا ہے کہ کون کمرے سے نکلا اور کس کمرے میں گیا، ایسی صورت حال میں، جب سارہ پہلے ہی آپ کی طرف سے ٹھک میں ہے میں نہیں جانتی کداسے موقع ملے.....“

”میں اس سے چوری چھپے ایسی ہی میں ملوں
 سرن..... دماغ چل گیا ہے تمہارا..... کیا وہاں پر
 مارہ نہیں دیکھ سکتی؟“ میں الجھ گیا۔ ”اور یوں بھی
 مجھے یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے، میں نے اپنی بیٹی کی
 عمر کی لڑکی سے شادی اس کے مسئلے کے حل کے لیے
 کرتی رہی ہے مگر اب میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے.....
 ابھی تک مجھے ماموں کہتی ہے۔“

”اچھا پتلیں تھوڑے دنوں کی بات ہے پھر سے آپ اس کے باموں پر جا سیں گے۔“ وہ کی۔ ”دیئے میں سوچ رہی تھی کہ سارہ بھگدار ہے۔ میں اس راز میں شریک کر لیتی ہوں یا پھر آپ ربح کو لے کر ایک آدھے دن کے لیے لاہور چلے آئیں۔“ کرن نے دوسری تجویز دی۔

”دیکھنا پڑے گا کہ اپنے دفتر کی مصروفیت سے
وقت نکال سکتا ہوں کہ نہیں۔۔۔ اور پھر تین بچوں
کے ساتھ ۱۱ اور میں کہاں جائیں گے۔۔۔“ میں نے
لحمہ سوئے ہوئے کہا تھا۔

”بچوں کو میں اور عام مل کر رکھ لیں گے۔۔۔۔۔“
رن نے بے سوچے سمجھے کہا تھا۔

”اور سارہ کو کیا پتاؤ کی کہ.....“

گاڑی بعد میں آجائے گی۔“
 ”کیا بات کر رہی ہو یار، گاڑی چھوڑ کر کیسے آ جاؤں اتنی جیتی۔“
 ”تو پھر فرح کو بھی اکیلے مت بھیجیں، کوشش کر کے گاڑی کا کام جلدی کروالیں۔“ کرن نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

☆☆☆

فرح کو اس دن میں نے عامر کے پاس چھوڑا تھا، جو اسے چند دنوں کے لیے اس کے منکے چھوڑنے چلا گیا تھا اور یوں ہمارے گھر میں گویا سکون آ گیا تھا۔ اس رات..... ہمارے کمرے میں عجیب سی خاموشی تھی، کرن خاموش لیوں سے جانے کیا، کیا سوال کر رہی تھی اور میں جانے کیوں اس سے نظریں چرا رہا تھا..... میرا قرب اسے تسلی نہیں دے رہا تھا، مجھے علم ہے کہ بیٹے سے بڑا دکھ عورت کے لیے کوئی نہیں ہوتا۔

”پلیز کرن..... یوں نہ دیکھو مجھے.....“ میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔
 ”ارے نہیں..... ایسی کوئی بات نہیں..... بس کچھ پوچھنا چاہ رہی تھی.....“
 ”ہوں؟“

”سب ٹھیک تو ہو گیا ناں.....“ وہ رکی۔ ”اب وہ عامر کے لیے حلال ہو جائے گی ناں؟“ میں نظر چرا گیا، اسے اس کے سوال کا جواب مل گیا۔ ”اب کیا دیے ہیں طلاق کے لیے.....“

”جب تم کہو کرن.....“ میں نے کہا۔
 ”سارے فیملے تو تم نے منا کیے ہیں.....“
 ”کل..... کل اسے فون کر کے..... یا کہیں مل لیں اس سے۔“

”وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہے..... اور پھر اسے تو علم نہیں کہ ہمارا مکمل پلان کیا ہے، اس لیے اسے چند دن سکون سے رہ بیٹے دو.....“

کرن کی آواز میں تشویش تھی۔ میں نے لاہور پہنچ کر اسے بتایا تھا کہ لاہور شہر میں داخل ہوتے وقت ایک ٹرانسپورٹ سے گاڑی کو ٹکر ماری تھی اور میں کسی کر کے ہونٹ پھینکا پڑا تھا، گاڑی مرمت کے لیے ورکشاپ گئی تھی اور اس میں چند روز لگ سکتے تھے۔
 ”میں فرح کو جہاز پر ایک دو دن میں بھجوا دیتا ہوں.....“ میں نے کرن سے کہا، مجھے علم تھا کہ عامر اکیلا بچوں کو نہیں سنبھال سکتا تھا اور کرن صرف دن کو اس کی مدد کے لیے جاسکتی تھی ورنہ بحفاظت اچھوٹ جاتا۔
 ”ٹھیک ہے.....“ کرن نے کہا۔ ”میری فرح سے بات کرو امیں!“ میں نے فون فرح کو دیا۔
 ”جی آ یا..... بالکل ٹھیک ہیں ہم دونوں، جی ماموں بھی بالکل ٹھیک ہیں.....“ وہ اپنی رو میں کہہ گئی۔ ”بچوں کو بہت مس کر رہی ہوں.....“ اس کی آنکھیں لبریز ہونے لگیں، میں نے اس سے فون لے لیا اور اس کے کندھے پر اسی شفقت سے ہاتھ رکھا جس سے میں ہمیشہ برتاؤ کرتا تھا، وہ پکھل کر میرے بازوؤں میں آ گئی۔

گھر کے محتاط ماحول سے باہر، دوسرا شہر، ہوٹل کا خواب ناک ماحول..... ہر احتیاط پر غالب آ گیا، وہ میری بیوی تھی، نکاح کے بولوں میں بندھی ہوئی اور مجھے پہلی دفعہ اس بات کا احساس ہوا تھا۔

”واپس بھجوا دوں آج چھین فرج.....؟“ صبح میں نے اس سے پوچھا تھا۔
 ”اکیلا..... میں بھی گئی نہیں جہاز پر پہلا سفر..... خوف آتا ہے مجھے.....“ کرن نے کال کر کے فرح کا پروگرام پوچھا تھا، میں نے اسے بتایا کہ وہ جہاز کے سفر سے ڈر رہی ہے اس لیے میں اسے بس پر بھجوا دیتا ہوں، عامر وہاں اڈے سے لے لے گا اسے۔
 ”نہیں نہیں..... جوان جہاں ہے، خوب ضرورت ہے، بس پر اکیلے مت بھیجیں اسے.....“

کرن کی ممتا جاگی۔ ”آپ بھی ساتھ آ جائیں.....“

”طلاق کے بعد وہ ہمارے گھر رہے گی کیا؟“

”تو اور کہاں جائے گی، طلاق کے بعد عورتوں کو عدت کا وقت سالیقہ شوہر کے گھر پر گزارنے کی اجازت تو ہے ناں..... عامر کے پاس تو نہیں رہ سکتی وہ..... اس کے لیے محل نامحرم ہے وہ۔“

”وہ تو طلاق دے کر آپ بھی ہو جائیں گے..... اس نے فوراً کہا۔“

”مگر میرے گھر میں وہ تنہا تو نہیں ہوگی ناں.....“ کرن خاموش ہو گئی، جو چند دن اسے انتظار کرنا تھا وہ تو اسے کرتا ہی تھا..... مگر فرح کی امی کا فون آیا کہ اسے فوڈ پوائزننگ ہو گئی تھی اور وہ اسپتال میں تھی، شام کو ہم اسے اسپتال دیکھنے گئے تو وہ چلی زرد ہو رہی تھی..... اس کی امی نے بتایا کہ اسے دو تین دن اسپتال میں رکھیں گے۔

اسپتال سے لوٹی تو عامر اسے اس کی امی کے گھر سے لے کر ہمارے گھر چھوڑ گیا، وہ انیسویں میں اپنے بچوں کے ساتھ مغل ہو چکی تھی، اس کا چہرہ دیکھ کر میرا دل چاہا کہ اس کی خیریت پوچھنے کے لیے انیسویں میں جاؤں مگر اپنے بچوں اور کرن کی وجہ سے اپنے ارادوں پر بند باندھ کر رہ گیا۔

”مجھے اکیلے میں نہیں ملیں.....“ رات ایک بجے اس کا پیغام آیا تو میں نے ہر احتیاط کو بالائے طاق رکھا اور انیسویں میں جا پہنچا۔

☆☆☆☆

”مگر یہ تو ہمارے پلان کا حصہ نہیں تھا.....“ میرا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا، کرن کو علم ہوگا تو وہ مجھے ملامت کرے گی کہ میں نے اتنی بے احتیاطی کیوں کی۔ میں تو دو ایک دن میں نہیں طلاق..... اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”کیا آپ نے عامر اور آپا کے ساتھ مل کر حلالہ کا منصوبہ بنایا تھا؟“ اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

سالیقہ کی بیوی

”جو بھی ہے فرح..... اس سے نجات تو حاصل کرنا ہوگی جنہیں..... میں نے اس کی بات کو سنی ان سنی کر دیا۔“ یہ غلط ہو گیا ہے.....

”اس طرح نہ کہیں کرم خدا کے لیے.....“ اس نے پہلی بار میرا نام لیا تھا، میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”دیکھو فرح..... منصوبہ جو بھی تھا، یہ دو گھروں کی بربادی ہے، کرن اپ سیٹ ہو جائے گی جب اسے علم ہوگا کہ مجھ سے اتنی بڑی بھول ہو گئی ہے۔“

”یوں بات نہ کریں کرم..... یہ ہماری جائز اولاد ہے.....“ وہ سسکی۔ ”ہم نے کچھ غلط نہیں کیا۔“

”میں اپنی بیٹیوں کو منہ نہیں دکھا سکتا فرح..... پلیز، اسے ختم کر دو۔“

”میں صرف اس لیے قتل نہیں کر سکتی کرم کہ آپ اپنی بیٹیوں کو منہ نہیں دکھا سکتے..... قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے آپ.....“ اس کے آنسوؤں کے دھارے میں میں اس طرح بہہ گیا کہ ہم دونوں کو خبر نہ ہوئی کہ کب کرن میرا تعاقب کرتی ہوئی وہاں آئی اور ہمیں اس حال میں دیکھ کر لوٹ گئی۔

”اس طرح پلان کر کے حلالہ کروانے والے کو سزا سے تشبیہ دی گئی ہے کرم..... بہت بڑا گناہ ہے یہ، پلیز خود کو اس طرح اللہ کی نظر سے نہ گرائیں، اس گھٹیا منصوبے کا حصہ نہ بنیں..... مجھے اپنے گھر کے ایک کونے میں بڑا رہنے دیں، عامر کی بچیاں چلی جائیں گی، مجھے ایک بار پھر طلاق کا داروغہ نہ دیں۔“

”میں نے کرن اور عامر سے وعدہ کیا ہوا ہے فرح.....“

”تو پھر میری ایک بات سن لیں کرم..... اگر آپ نے مجھے طلاق دی تو میں عامر سے شادی نہیں کروں گی۔ یہ میرا فیصلہ ہے..... اٹل فیصلہ۔“

”میں اپنی بیٹیوں کو کیا منہ دکھاؤں گا؟“ میں خود کو بے بس اور ایک شکستے میں پھنسا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

”میں بات کروں گی آپ کی بیٹیوں سے۔“

